سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیسویں

رسالہ نمبر 8

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ ۱۲۹۶ھ

اس ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ ۱۲۹۶ھ

(اس ذاتِ اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

مسئلہ ۴۳: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے لئے سایہ تھا یانہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دئے جاؤ۔ ت)

الجواب:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط الحمدللہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ وفلق الانوار جمیعا من لمعات ظھورہ فھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور الانوار وممد جمیع الشموس والاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم	ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں جس نے تمام اشیاء سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا، اور تمام نوروں کے آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس و قمر کے ممد ہیں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا

نورا وسراجا منیرا فلولا انارته لما استنارت شمس و لا تبین یوم من امس ولا تعین وقت للخمیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالٰی منھم فی الدنیا ویوم لا یسمع الا ھمس۔	نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔اگر آپ جلوہ فگن نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا،نہ آج کل سے ممتاز ہوتااور نہ ہی خمس کے لئے وقت کا تعین ہوتا۔اللہ تعالٰی آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ کے نور سے مستنیر ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے محفوظ ہیں۔اللہ تعالٰی ہمیں ان سے بنائے دنیا میں اوراس دن جس میں نہیں سنائی دے گی مگر بہت آہستہ آواز۔ (ت)

بیشک اس مہر سپہر اصطفاء ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا،اور یہ امر احادیث واقوال علماء کرام سے ثابت اوراکابر ائمہ وجہابذ فضلاء مثل حافظ رزین محدث وعلامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور وامام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی وامام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ،وعلامہ حسین بن دیار بکری واصحاب سیرت شامی وسیرت حلبی وامام علامہ جلال الملّۃ والدین سیوطی وامام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء وعلامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض وامام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ وفاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وجناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی وبحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی وشیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں،خلفًا عن سلف دائمًا اپنی تصنیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی له ظل فی شمس ولا قمر[1]۔	حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاسایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالٰی حضرت سیدنا و

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۶۸

ابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل، ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضؤوہ ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علی ضوء السراج[2]۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبالیا۔

امام علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب خصائص کبرٰی میں اس معنی کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکوان ذکر کرکے نقل کیا:

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس اوالقمر لاینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا[3]۔	یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، توجب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے۔

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ علی الارض ولارئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نوراقال رزین لغلبۃ انوارہ[4]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

[2] الوفاء باحوال المصطفٰی الباب التاسع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۴۰۷

[3] الخصائص الکبرٰی باب الآیۃ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۶۸

[4] انموذج اللبیب

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

وما ذکر من انہ کان لاظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نورًا[5]۔	یعنی حضور کے دلائل نبوت وآیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالٰی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

وھذا ما نصّہ الخفاجی (خفاجی کی عبارت یہ ہے):

(و)ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (ما ذکر) بالبناء للمجھول والذی ذکرہ ابن سبع (من انہ) بیان لما الموصولۃ (لاظل لشخصہ) ای لجسدہ الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولاقمر) مما تری فیہ الظلال لحجب الاجسام ضوء النیراین ونحوھما وعلل ذٰلک ابن سبع بقولہ (لانہ) صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کان نورا) والانوار شفافۃ لطیفۃ لاتحجب غیرھا من الانوار فلاظل لھا	حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دلائل نبوت سے ہے وہ جو کہ مذکور ہوا، اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم اطہر ولطیف کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس وقمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف ولطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایہ

[5] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن ذٰلک ماظھر من الآیات دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۲۵/۱

كما هو مشاهد فى الانوار الحقيقة وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضى الله تعالٰى عنه قال لم يكن لرسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس الا غلب ضوؤه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوؤه ضوؤه وقد تقدم هٰذا والكلام عليه و رباعيتها فيه وهى:

ماجر لظل احمد اذيال فى الارض كرامة كما قد قالوا

هذا عجب وكم به من عجب والناس بظله جميعا قالوا" وقالوا هذا من القيلولة وقد نطق القراٰن بانه النور المبين وكونه بشرا لا ينافيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغيره وتفصيله فى مشكوٰة الانوار[6] انتهٰى۔

نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا،نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آگیا،اورنہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا۔یہ اوراس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اوراس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے: حضرت امام الانبیاء احمد مجتبٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سایہ اقدس نے آپ کی کرامت وفضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔''

یہاں قالوا،قیلولہ سے مشتق ہے(نہ کہ قول سے) تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اورآپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔اگر تو سمجھے تو آپ نور علی نور ہیں،کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہوں اوردوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔اس کی تفصیل مشکوۃ الانوار میں ہے۔(ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:ے

[6] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲۸۲/۳

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود او محمد وار بے سایہ شود[7]

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ت)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا:

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آن سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ آن سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راسایہ نمی افتاد[8]۔	دوسرے مصرعے میں سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔(ت)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالٰی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندی میں۔اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث **اجعلنی نورًا** (مجھے نور بنادے۔ت) سے استشہاد ذکر کیا۔**حیث قال** (امام قسطلانی نے فرمایا۔ت):

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان، وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورًا فکان اذا مشٰی فی الشمس اوالقمر لایظھر لہ ظل قال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا[9]۔	دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔(ت)

اسی طرح سیرت شامی میں ہے:

وزاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلایطأعلیہ کافر فیکون	یعنی امام ترمذی نے یہ اضافیہ کیا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے

---

[7] مثنوی معنوی در صفت آں بیخود کہ دربقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

[8]

[9] المواھب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۷/۲

مذلۃ لہ[10]۔	کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

اقول: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما تشریف لئے جاتے تھے،ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھااس سے دریافت فرمایا،بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزجلالہ،نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں **قدرمافی شفاء الصدور**۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالٰی شرح میں فرماتے ہیں: حضور کے لئے سایہ نہ تھااور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں،جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں: سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا،اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔**وھذا کلامہ برمہ** (زرقانی کی اصل عبارت):

(ولم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولاقمر لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ قیل وحکمۃ ذالک صیانتہ عن ان یطأ کافر علی ظلہ(رواہ الترمذی الحکم عن ذکوان) ابی صالح السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارك و	حضورانور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے زکوان ابوصالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آزاد کردہ غلام ابوعمروالمدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں،چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی،مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے

[10] سبل الھدٰی والرشاد الباب العشرون فی مشیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۹۰

ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الاغلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤہ ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لایظھر لہ ظل) لان النور لا ظل لہ (قال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ) لما سئل اللہ تعالٰی ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجھاتہ نورًا ختم بقولہ (واجعلنی نورا) و النور لاظل لہ وبہ یتم الاستشھاد[11] انتھٰی۔	سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سوج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات کو نور بنادے، اور آخر میں یوں کہا اے اللہ ! مجھے نور بنادے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔ (ت)

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) النوع الرابع مااختص صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ علی الارض ولارئی لہ ظل فی شمس ولا قمر[12]۔	حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہٖ اسی طرح کتاب "نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار" میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالٰی: "لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا"[13]۔ (کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر

[11] شرح الزرقانی المواھب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۴/۲۲۰

[12] تاریخ الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ الشعبان بیروت ۱/۲۱۹

[13] القرآن الکریم ۲۴/۱۲

نیک گمان کیا ہوتا۔ت) فرماتے ہیں :

قال عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اللہ مااوقع ظلك علی الارض لئلا یضع انسان قدمه علی ذلك الظل[14] ۔	امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالٰی نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔''

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں زیر قول ماتن قدس سرہ:۔

لم یساووك فی علاك وقد حا　　　ل سنامنك دونهم وسناء[15]

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں :

هذا مقتبس من تسمیته تعالٰی لنبیه نورا فی نحو "قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین "وکان صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یکثر الدعا بان اللہ تعالٰی یجعل کلا من حواسه واعضائه وبدنه نورًا اظهار الوقوع ذلك وتفضل اللہ تعالٰی علیه به لیز داد شکره وشکر امته علی ذلك کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورۃ البقرۃ مع وقوعه وتفضل اللہ تعالٰی به لذلك ومما یؤید انه صلی اللہ تعالٰی	یعنی یہ معنٰی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلًا اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی ! میرے تمام حواس واعضاء سارے بدن کو نور کردے۔اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کردیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالٰی کا زیادہ شکر ادا کریں۔

[14] مدارك التنزیل(تفسیر النسفی)تحت الآیۃ ۱۲/۲۴ دار الکتاب العربی بیروت ۳/۱۳۵

[15] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الاول حزب القادریۃ لاہور ص۶

علیہ وسلم صار نورا انہ کان اذا مشٰی فی الشمس اوالقمر لم یظھر لہ ظل لانہ لایظھر الاالکثیف وھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثائف الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لایظھر لہ ظل اصلا[16]۔	جیسے ہمیں حکم ہوا کہ سورہ بقر شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ توکثیف کا ہوتا ہے اور حضور اللہ تعالٰی نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کردیا لہٰذا حضور کے لئے سایہ اصلًا نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل یظھر فی شمس ولاقمر[17]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واھل بیتہ الطاھرین" میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

وانہ لافیئ لہ[18]۔	حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔

مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

من اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذا مشٰی فی الشمس والقمر لایظھر لہ ظل[19]۔	حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

---

[16] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی (شرح ام القرٰی) شرح شعر ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/۱۲۸و۱۲۹

[17] الفتوحات الاحمدیۃ علی متن الھمزیۃ سلیمان جمل المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص۵

[18] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی والہ بیتہ الطاھرین علی ھامش الابصار دارالفکر بیروت ص۷۹

[19] مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبہ دارالایمان مدینۃ المنورۃ ۴/۸۲۰

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ایں بزرگان کہ کہ ذکر نکردند چراغ راو نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونور راسایہ نمی باشد انتہی[20]۔	سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور ''نور'' حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔(ت)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

اورا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد[21]۔	آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے! (ت)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب را تعالٰی چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل است ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد[22]۔	اللہ تعالٰی کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالٰی میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔(ت)

[20] مدارج النبوۃ باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۱/۱

[21] مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ ۳/ ۱۸۷

[22] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ ۳/ ۲۳

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ والضحٰی میں لکھتے ہیں: سایہ ایشاں بر زمیں نمی افتاد[23]۔ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔
فقیر کہتا ہے غفراللہ لہ، استدلال ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث **واجعلنی نورا** (مجھے نور بنادے۔ت) سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔
ہمارے مدعا پر دلالت واضحہ یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغرٰی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں، اور کبرٰی یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جوان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا: مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبرٰی تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر وشہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغرٰی یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ، وتعالٰی فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾"[24]۔	اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

"وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾"[25]۔	اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

[23] فتح القدیر (تفسیر عزیزی) پ عم سورۃ الضحٰی مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲
[24] القرآن الکریم ۳۳/۴۵
[25] القرآن الکریم ۷۱/۱۶

"قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ﴿۱۵﴾ "[26]۔	بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: نور سے مراد محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔اسی طرح آیہ کریمہ "وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ "[27]۔(اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ت) میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ "وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ "[28]۔ (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔ت) میں بعض مفسرین نجم اور النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں[29] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔بخاری ومسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورًا وفی سمعی نورًا وفی عصبی نورا وفی لحمی نورًا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعلنی نورًا[30]۔	الٰہی! میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت وپوست وخون واستخوان اور میرے زیر وبالا وپس وپیش وچپ وراست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کردے۔

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ ومہر درخشندہ ونور الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ وخوشید پر غالب آتا۔اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ

---

[26] القرآن الکریم ۱۵/۵

[27] القرآن الکریم ۱/۵۳

[28] القرآن الکریم ۸۶/۲و۳

[29] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الفصل الرابع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۰/۱

[30] صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۳۵/۲، صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب صلٰوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۱/۱، جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۱۷۸/۲

ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جائیں جیسے چراغ پیش مہتاب یا یکسر ناپدید وکالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذاتکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ[31]۔	جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

یتلألؤ وجهه تلألؤالقمر لیلا البدراقنی العرنین له نوریعلوه یحسبه من لم یتأمله اشم انور المتجرد[32]۔	یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بُلند بنی تھی اور اس پر ایک نور کا بکّا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک ماس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن وتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالٰی علی کل عضو من جسمہ الانوار الاعطر وبارك وسلم (اللہ تعالٰی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ت)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کان الشمس تجری فی وجهه[33]۔	گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں:

واذاضحك یتلألؤفی الجدر[34]۔	جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

[31] تاریخ دمشق الکبیر باب ماروی فی فصاحۃ لسانہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۸، ۹، الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل وان قلت اکرمك اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶، شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۳

[32] شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۲

[33] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل ان قلت اکرمك اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶

[34] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل ان قلت اکرمك اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

لورأیت لقلت الشمس طالعة[35]۔	اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

رأیناکان النور یخرج من فیه[36]۔	ہم نے نور سانکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم وشام کے محل روشن ہوگئے۔ چند روایتوں میں ہے:

اضاء له ما بین المشرق والمغرب[37]۔	آپ کے لئے شرق سے غرب تک منور ہوگیا۔

اور بعض میں ہے:

امتلأت الدنیا کلها نورًا[38]۔	تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں:

رأیت نور اساطعامن رأسه قد بلغ السماء[39]۔	میں نے ان کے سر سے ایک نور بُلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی: "میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نورِ رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی[40]۔"

[35] المواهب اللدنیة عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۲۳

[36] مجمع الزوائد بحواله الطبرانی کتاب علامات النبوة باب صفة صلی الله علیه وسلم دار الکتاب بیروت ۸/۲۸۰

[37] المواهب اللدنیة المقصد الاول احادیث اخری فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۳۰

[38] الخصائص الکبرٰی باب ماظهر فی لیلة مولده صلی الله علیه وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۴۷

[39] الخصائص الکبرٰی باب ماظهر فی لیلة مولده صلی الله علیه وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۴۹

[40] الخصائص الکبرٰی بحواله ابن عساکر باب الآیة فی وجهه الشریف صلی الله تعالٰی علیه وسلم مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۶۲و۶۳

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ[41]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہو جاتا۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے سے انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذًا باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ وکج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ماوشما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح وملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لست کمثلکم[42] میں تم جیسا نہیں۔ ویروٰی لست کھیئتکم[43] میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

---

[41] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳

[42] المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۷۵۲ المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۷/۴، صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۱/۱ و ۳۵۲

[43] صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۱/۱ و ۳۵۲، صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱ و ۲۶۴

ویروٰی ایکم مثلی[44] تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ: "حضور کا بشر ہونا نور رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں[45]۔

پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کے بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمدا بشر لاکالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر[46]

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ت)

(صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزات ثابتہ وخصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی ودنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین[47]۔	تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل وتکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے، اور پھر محبوب بھی کیسا،

---

[44] صحیح مسلم کتاب الصیام باب النھی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵۱، صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۳

[45] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذالك ماظھر من الآیات الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳/۲۸۲

[46] افضل الصلوٰۃ علی سید السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۵۰

[47] صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹

جانِ ایمان وکانِ احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تنِ نازک پر اٹھالیا۔

تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا۔ تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب وروز تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔

جب وہ جان رحمت وکانِ رأفت پیدا ہوا بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور **رب ھب لی امتی**[48]۔ (یااللہ! میری امت کو بخش دے۔ت)

جب قبر شریف میں اتار الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ **اُمّتی**[49]۔ (میری امت۔ت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے **نفسی نفسی اذھبوا الی غیری**[50] (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ت) سنوگے اور اس غمخوار امت کے لب پر **یارب امتی**[51] (اے رب! میری امت کو بخش دے۔ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جانگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بُلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل ومدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صَرف کریں۔

وائے بے انصافی! ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جاں نثار کرنا اور اس کی مدح وستائش ونشر فضائل سے آنکھوں کی روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشم خرد بین میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبہ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن وتکثیر مدائح نہ دوستی کا مقتضٰی نہ رد فضائل ونفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ

48

49

50 صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱

51 صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱

خدا ور سول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کر خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام" علیہ وعلٰی اٰلہ الصلٰوۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالٰی بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدن انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جناب الٰہی نام "نور" انہیں کو زیبا، اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کردیا ہے پیشوایان دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ وابحاث لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالٰی لطف جانفزا پائے گا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ واصحابہ واصہارہ وانصارہ واتباعہ اجمعین الٰی یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ

ختم ہوا۔